رسول اور نبی کیوں اور کب آتے ہیں

ضرورتِ زمانہ اجرائے نبوت کی ایک محکم دلیل ہے۔یعنی وہ کونسے حالات اور زمانے کی وہ کونسی ضروریات ہوتی ہیں جو ایک نبی اور رسول کے بھیجے جانے کا تقاضا کرتی ہیں اور خدا تعالیٰ کی رحمت بھی جوش میں آتی ہے اور وہ انسانوں پر رحمت و فضل کی نگاہ کرتے ہوئے انہیں اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لانے کا سامان کرتا ہے۔جب اللہ تعالیٰ یہ دیکھتا ہے کہ انسانوں کے اپنے اعمال کے باعث زمین پر فتنہ وفساد پھیل چکا ہے اور عوام کے ساتھ ساتھ علماء، جنہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سونپا گیا تھا، بھی بگڑ چکے ہیں تو وہ انسانوں کی حالت پر رحم کرتے ہوئے ان کو دوبارہ ہدایت پر قائم کرنے کیلئے ایک ہادی کو بھیجتا ہے۔۔قرآن میں لکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کھانا کھایا کرتے تھے۔اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ ہر وقت کھانا ہی کھاتے رہتے تھے بلکہ دیگر انسانوں کی طرح جب ضرورت محسوس ہوتی تھی تب کھانا کھایا کرتے تھے اسی طرح اجرائے نبوت کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر وقت نبی بھیجتا رہتا ہے اور دنیا میں ہر وقت کوئی نہ کوئی نبی موجود رہتا ہے بلکہ نبی اُس وقت ہی بھیجا جاتا ہے جب ضرورت ہوتی ہے۔فی زمانہ اگر ضرورت موجود ہو گی تو نبی بھی آتے رہیں گے اور اگر نبی آنے بند ہو جائیں تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ اب انسانوں کو نبی کی ضرورت نہیں رہی۔لیکن زمانے کے حالات اور قرآنی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کی ضرورت اب بھی موجود ہے۔سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"میں روحانی طور پر کسر صلیب کے لئے اور نیز اختلافات کے دور کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ان ہی دونوں امروں نے تقاضا کیا کہ میں بھیجا جاؤں۔میرے لئے ضروری نہیں تھا کہ میں اپنی حقیقت کی کوئی اور دلیل پیش کروں کیونکہ ضرورت خود دلیل ہے۔"(ضرورۃ الامام صفحہ ۲۵۔روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ ۴۹۵)

رسالت و نبوت کیا ہے

سب سے پہلے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ قرآن مجید کی رو سے رسالت و نبوت کیا ہے۔

خیر اور رحمت

﴿2:106﴾ مَا یَوَدُّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا مِنۡ اَہۡلِ الۡکِتٰبِ وَ لَا الۡمُشۡرِکِیۡنَ اَنۡ یُّنَزَّلَ عَلَیۡکُمۡ مِّنۡ خَیۡرٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ وَ اللّٰہُ یَخۡتَصُّ بِرَحۡمَتِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰہُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِیۡمِ

اہل کتاب اور مشرکین میں سے جن لوگوں نے کفر کیا وہ ہر گز پسند نہیں کرتے کہ تم پر تمہارے ربّ کی طرف سے کوئی خیر اُتاری جائے حالانکہ اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے خاص کر لیتا ہے اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

﴿43:32﴾ وَقَالُوْا لَوْ لَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿43:33﴾ اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ
رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا
سُخْرِيًّا وَّرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

اور انہوں نے کہا کیوں نہ یہ قرآن دو معروف بستیوں کے کسی بڑے شخص پر اتارا گیا؟ کیا وہ ہیں جو تیرے ربّ کی رحمت تقسیم کریں گے ؟ ہم ہی ہیں جنہوں نے ان کی معیشت کے سامان ان کے درمیان اس ورلی زندگی میں تقسیم کئے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگوں کو کچھ دوسروں پر ہم نے مراتب کے لحاظ سے فوقیت بخشی ہے تاکہ ان میں سے بعض، بعض کو زیرِ نگیں کر لیں۔ اور تیرے ربّ کی رحمت اُس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

اللہ کا فضل

﴿2:91﴾ بِئْسَمَا اشْتَرَوْا بِهٖۤ اَنْفُسَهُمْ اَنْ يَّكْفُرُوْا بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بَغْيًا اَنْ يُّنَزِّلَ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ
عِبَادِهٖ فَبَآءُوْ بِغَضَبٍ عَلٰى غَضَبٍ وَّلِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ

بہت بُرا ہے جو انہوں نے اپنے نفوس بیچ کر ان کے بدلے میں حاصل کیا کہ اُس (حق) کا انکار کر رہے ہیں جو اللہ نے اتارا۔ اس بات کے خلاف بغاوت کرتے ہوئے کہ اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنا فضل نازل کرتا ہے۔ پس وہ غضب پر غضب لئے ہوئے لوٹے اور کافروں کے لئے رُسوا کن عذاب (مقدر) ہے۔

﴿4:70﴾ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ
وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿4:71﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ وَكَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا

اور جو بھی اللہ کی اور اس رسول کی اطاعت کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو اُن لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے (یعنی) نبیوں میں سے، صدیقوں میں سے، شہیدوں میں سے اور صالحین میں سے۔ اور یہ بہت ہی اچھے ساتھی ہیں۔ یہ اللہ کا خاص فضل ہے۔ اور اللہ صاحبِ علم ہونے کے لحاظ سے بہت کافی ہے۔

نعمت

﴿5:21﴾ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَجَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖ وَّ
اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ

اور (یاد کرو) وہ وقت جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا۔ اے میری قوم! اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب اس نے تمہارے درمیان انبیاء بنائے اور تمہیں بادشاہ بنایا اور اس نے تمہیں وہ کچھ دیا جو جہانوں میں سے کسی اور کو نہ دیا۔

احسان

﴿3:165﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

﴿14:12﴾ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۔۔۔

ان کے رسولوں نے ان سے کہا ہم تمہاری طرح کے بشر ہونے کے سوا کچھ نہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان کرتا ہے۔

رسالت و نبوت کے ختم ہو جانے کے مدعی لوگ دراصل یہ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ ہمیں اللہ کی طرف سے خیر و رحمت، فضل، نعمت اور احسان نہیں چاہیئے۔

رسول اور انبیاء کیوں اور کب بھیجے جاتے ہیں

قرآن سے رسالت و نبوت کی تعریف جاننے کے بعد ہم قرآن سے ہی یہ جانتے ہیں کہ رسول اور نبی کب اور کیوں بھیجے جاتے ہیں۔ ایک بہت سادہ سی مثال ہے کہ جب کسی شخص کو ہلکا پھلکا مرض یعنی سر درد، زکام وغیرہ لاحق ہوتا ہے تو وہ فارمیسی سے دوا خرید کر اپنا علاج کرتا ہے۔ اگر مرض بڑھ جائے تو پھر وہ ڈاکٹر کی طرف رجوع کرتا ہے۔ ڈاکٹر کی دوا سے بھی آرام نہ آئے تو مریض کو سپیشلسٹ کی طرف رجوع کرنے کو کہا جاتا ہے۔ جب یہاں سے بھی شفا نہ ملے تو ہسپتال میں داخل کر لیا جاتا ہے جہاں بعض اوقات سرجری کے مرحلے سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ اور کبھی کبھی ایسا مرحلہ بھی آجاتا ہے جب ڈاکٹر بھی جواب دے دیتے ہیں اور مریض کے لواحقین سے کہتے ہیں کہ اس کے لئے دعا کریں۔ اب اللہ کے سوا اسے کوئی نہیں بچا سکتا۔ جسمانی بیماریوں کی طرح روحانی امراض کے علاج کے بھی تقریباً یہی تمام مراحل ہوتے ہیں۔ چھوٹے موٹے انفرادی گناہوں کا مداوا استغفار وغیرہ سے ہو جاتا ہے۔ اس سے زیادہ شدید روحانی بیماریوں کے لئے لوگ علماء اور متقی بزرگان سے دعا اور نصائح کے لئے رجوع کرتے ہیں۔ لیکن جب علماء اور بزرگان سمیت پوری قوم اجتماعی طور پر روحانی امراض کا شکار ہو جائے اور وہ کیفیت پیدا ہو جائے جسے قرآن میں [30:42] ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ۔ خشکی اور تری پر فساد غالب آ گیا، سے ظاہر کیا گیا ہے۔ یعنی عوام بھی بگڑ گئے اور علماء و صوفیاء بھی۔ ایسے تاریک زمانہ میں جب ہر طرف ظلمات پھیل چکی ہوں، اللہ تعالیٰ کی طرف سے روحانی طبیب یعنی رسول اور نبی مبعوث کئے جاتے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائیں۔

سورۃالروم کی اس آیت کی تفسیر میں اکثر مفسرین نے حضرت قتادہؒ کی ایک روایت نقل کی ہے جس میں وہ کہتے ہیں: ''عن قتادة قوله : (ظَهَرَ الفَسادُ فِي البَرّ والبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ) قال : هذا قبل أن يَبعث الله نبيه محمدا ﷺ ، امتلأت ضلالة وظلما ، فلما بعث الله نبيه رجع راجعون من الناس. ''نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے ایسا تھا کہ ہر طرف گمراہی اور تاریکی پھیل چکی تھی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو مبعوث کیا تو لوگ آپ ﷺ کی طرف لوٹنے لگے۔

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اب اتمام حجت کے لئے میں یہ ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ اسی کے موافق جو ابھی میں نے ذکر کیا ہے خدائے تعالیٰ نے اس زمانہ کو تاریک پا کر اور دنیا کو غفلت اور کفر اور شرک میں غرق دیکھ کر ایمان اور صدق اور تقویٰ اور راست بازی کو زائل ہوتے ہوئے مشاہدہ کر کے مجھے بھیجا ہے کہ تا وہ دوبارہ دنیا میں علمی اور عملی اور اخلاقی اور ایمانی سچائی کو قائم کرے اور تا اسلام کو ان لوگوں کے حملہ سے بچائے جو فلسفیت اور نیچریت اور اباحت اور شرک اور دہریّت کے لباس میں اس الٰہی باغ کو کچھ نقصان پہنچانا چاہتے ہیں سوائے حق کے طالبو سوچ کر دیکھو کہ کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں اسلام کے لئے آسمانی مدد کی ضرورت تھی۔'' (آئینہ کمالاتِ اسلام۔ روحانی خزائن۔ جلد 5، صفحہ 251)

''اور بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا میں نے افتراء کے طور پر الہام کا دعویٰ کیا ہے غلط ہے بلکہ درحقیقت یہ کام اس قادر خدا کا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے۔ جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اس وقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ سے اپنے عجائب کام دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے۔ میں عام اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یوروپین اگر میری صحبت میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ بعد میری ان باتوں کی سچائی کو معلوم کرلے گا'' (اشتہار واجب الاظہار، مندرجہ کتاب البریہ صفحہ۔ 18، روحانی خزائن جلد۔ 13)

وقت تھا وقتِ مسیحا نہ کسی اور کا وقت　　میں نہ آتا تو کوئی اور ہی آیا ہوتا

سیّد ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کا ضرورتِ نبوّت کا اعتراف

''دنیا میں انسان کے لیے فکر و عمل کے بہت سے مختلف راستے ممکن ہیں اور عملاً موجود ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ سارے راستے بیک وقت تو حق نہیں ہو سکتے۔ سچائی تو ایک ہی ہے اور صحیح نظریۂ حیات صرف وہی ہو سکتا ہے جو اُس سچائی کے مطابق ہو۔ اور عمل کے بے شمار ممکن راستوں میں سے صحیح راستہ بھی صرف وہی ہو سکتا ہے جو صحیح نظریۂ حیات پر مبنی ہو۔ اس صحیح نظریے اور صحیح راہ عمل سے واقف ہونا انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے، بلکہ اصل بنیادی ضرورت یہی ہے۔ کیونکہ دوسری تمام چیزیں تو انسان کی صرف اُن ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں جو ایک اونچے درجے کا جانور ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہوا کرتی ہیں۔ مگر یہ ایک ضرورت ایسی ہے جو انسان ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہے۔ یہ اگر پوری نہ ہو تو اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی کی ساری زندگی ہی ناکام ہوگئی۔ اب غور کرو کہ جس خدا نے تمہیں وجود میں لانے

سے پہلے تمہارے لیے یہ کچھ سروسامان مہیا کر کے رکھا اور جس نے وجود میں لانے کے بعد تمہاری حیوانی زندگی کی ایک ایک ضرورت کو پورا کرنے کا اتنی دقیقہ سنجی کے ساتھ اتنے بڑے پیمانے پر انتظام کیا، کیا اس سے تم یہ توقع رکھتے ہو کہ اس نے تمہاری انسانی زندگی کی اس سب سے بڑی اور اصلی ضرورت کو پورا کرنے کا بندوبست نہ کیا ہوگا؟ یہی بندوبست تو ہے جو نبوّت کے ذریعہ سے کیا گیا ہے۔ اگر تم نبوّت کو نہیں مانتے تو بتاؤ کہ تمہارے خیال میں خدا نے انسان کی ہدایت کے لیے اور کونسا انتظام کیا ہے؟ اس کے جواب میں تم نہ یہ کہہ سکتے ہو کہ خدا نے ہمیں راستہ تلاش کرنے کے لیے عقل و فکر دے رکھی ہے، کیونکہ انسانی عقل و فکر پہلے ہی بے شمار مختلف راستے ایجاد کر بیٹھی ہے جو راہِ راست کی صحیح دریافت میں اس کی ناکامی کا کھلا ثبوت ہے۔ اور نہ تم یہ ہی کہہ سکتے ہو کہ خدا نے ہماری رہنمائی کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے، کیونکہ خدا کے ساتھ اس سے بڑھ کر بدگمانی اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ وہ جانور ہونے کی حیثیت سے تو تمہاری پرورش اور تمہارے نشو نما کا اتنا مفصل اور مکمل انتظام کرے، مگر انسان ہونے کی حیثیت سے تم کو یونہی تاریکیوں میں بھٹکنے اور ٹھوکریں کھانے کے لیے چھوڑ دے۔" (تفہیم القرآن سورۃ النحل زیر تفسیر آیت وَ عَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَ مِنْهَا جَآئِرٌ)

کیا صرف کتاب ہدایت دے سکتی ہے؟

ہمارے زمانے میں بعض لوگ یہ نکتہ اٹھاتے ہیں کہ ہمیں قرآن کریم جیسی اکمل کتاب کی موجودگی میں کسی پیغمبر اور ہادی کی ضرورت نہیں اور اب ہم اپنی تمام ضروریات اسی کتاب سے پوری کر سکتے ہیں۔ اس دعویٰ کے برعکس قرآن کریم کتاب اور استاد کو ایک دوسرے کیلئے لازم و ملزوم ٹھہراتا ہے۔ سورۃ ابراہیم کی مندرجہ ذیل آیت میں کہا گیا ہے کہ لوگوں کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لانا رسول کا کام ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتاب کی مدد سے کرتا ہے

﴿ابراہیم 14:2﴾ الٓرٰ قف كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ*

الف لام را۔ یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری ہے تاکہ تو لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالتے ہوئے اس راستہ پر ڈال دے جو کامل غلبہ والے (اور) صاحب حمد کا راستہ ہے۔

اس آیت میں قابل غور لفظ "لِتُخْرِجَ" ہے جس کا مطلب ہے کہ تاکہ تو لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔ اگر یہ لفظ "لِيُخْرِجَ" ہوتا تو اس کا مطلب ہوتا کہ یہ کتاب لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔ اس سے ثابت ہوا کہ غیر احمدیوں کا یہ دعویٰ کرنا کہ ہم خود کتاب پڑھ کر ہدایت پا سکتے ہیں قرآن کے خلاف اور کفارِ مکّہ کا شیوہ ہے جن کے نزدیک نبی کی حیثیت ایک ڈاکیہ سے زیادہ نہیں جس کا کام صرف کتاب پہنچانا ہے۔
سورۃ بنی اسرائیل کی مندرجہ ذیل آیت میں کفّارِ مکّہ کے نبی اکرم ﷺ سے جو مطالبات اللہ تعالیٰ نے بیان کئے ہیں ان میں ایک مطالبہ یہ بھی تھا کہ آپؐ آسمان پر جا کر ہمارے لئے ایک کتاب لے آئیں جسے ہم پڑھیں۔

﴿بنی اسرائیل17:94﴾ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّىْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ⋆

یا تیرے لئے سونے کا کوئی گھر ہو یا تو آسمان میں چڑھ جائے۔ مگر ہم تیرے چڑھنے پر بھی ہرگز ایمان نہیں لائیں گے یہاں تک کہ تو ہم پر ایسی کتاب اتارے جسے ہم پڑھ سکیں۔ تو کہہ دے کہ میرا رب (ان باتوں سے) پاک ہے (اور) میں تو ایک بشر رسول کے سوا کچھ نہیں۔

اس آیت کریمہ میں لفظ "نَّقْرَؤُهٗ" بڑا غور طلب ہے۔ اس لفظ کا مطلب ہے "ہم پڑھیں"۔ یعنی آپ کتاب لا کر ہمارے حوالے کر دیں اسے پڑھنے اور سمجھنے کا کام ہم خود ہی کر لیں گے۔

کفّارِ مکّہ کے اس مطالبہ اور استاد کی ضرورت کے انکار کے خیال کے برعکس اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت کریمہ میں بیان فرمایا کہ نبی صرف کتاب کی صورت میں پیغام لانے والا ہی نہیں ہوتا بلکہ اس کی تلاوت کرنے والا اور اس کی تعلیم اور حکمت سکھانے والا اور اس کے ذریعے لوگوں کے نفوس کی پاکیزگی کرنے والا بھی ہوتا ہے۔ اس بناء پر کتاب کے ساتھ ساتھ ایک معلّم ربّانی کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

﴿الجمعة62:3﴾ هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⋆

وہی ہے جس نے امی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

کیا ہر نبی نئی شریعت لے کر آتا ہے؟

یہ کہنا کہ شریعت مکمل ہونے سے نبوت ختم ہوگئی کیونکہ ہر نبی شریعت لے کر آتا ہے، قرآن کریم سے ناواقفیت کی دلیل ہے جس میں یہ واضح طور پر لکھا ہے کہ ہر نبی شریعت لے کر نہیں آتا۔ کچھ انبیاء کو شریعت دی جاتی ہے اور کچھ انہی شریعتوں کے مطابق فیصلے کرتے اور لوگوں کو ان شریعتوں کی طرف دعوت دیتے رہے۔

﴿البقرة۔2:254﴾ تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ ؕ ...

یہ وہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو ہم نے بعض (دوسروں) پر فضیلت دی۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جن سے اللہ نے کلام کیا اور ان میں سے بعض کو (بعض دوسروں سے) درجات میں بلند کیا۔

یہ بات صاف ظاہر ہے کہ ہر نبی اور رسول سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے۔ بغیر کلام کے کوئی بھی شخص نبی اور رسول نہیں بن سکتا۔ لہٰذا سورہ بقرۃ کی اس مندرجہ بالا آیت میں کچھ انبیاء سے کلام کرنے کا مطلب ہے کہ انہیں شریعت دی گئی اور بعض کے صرف درجات بلند کرنے کا مطلب ہے کہ انہیں کوئی نئی شریعت نہیں دی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے درجات کی بلندی اسطرح فرمائی کہ انہیں نبوت کا اعلیٰ مقام عطا فرما کر پرانی شریعت کو دوبارہ زندہ کرنے کی ذمہ داری بخشی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُس نے حضرت موسیٰؑ کو جو کتاب دی وہ بنی اسرائیل کے لئے تمام اور تفصیلی مقام رکھتی تھی

﴿الانعام۔6:155﴾ ثُمَّ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِيْۤ اَحْسَنَ وَتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ بِلِقَآءِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ

پھر موسیٰ کو بھی ہم نے کتاب دی جو ہر اس شخص کی ضروریات پر پوری اترتی تھی جو احسان سے کام لیتا، اور ہر چیز کی تفصیل پر مشتمل تھی اور ہدایت تھی اور رحمت تھی تاکہ وہ اپنے ربّ کی لقاء پر ایمان لے آئیں۔

لیکن اس کے باوجود حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل میں کے بیشمار انبیاء مبعوث ہوئے جو تورات کے مطابق فیصلے کرتے رہے۔

﴿المائدہ5:45﴾ اِنَّاۤ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىةَ فِيْهَا هُدًى وَّنُوْرٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّوْنَ الَّذِيْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِيْنَ هَادُوْا وَالْاَحْبَارُ . . .

یقیناً ہم نے تورات اتاری اس میں ہدایت بھی تھی اور نور بھی۔ اس سے انبیاء جنہوں نے اپنے آپ کو (کلیتہً اللہ کے) فرمانبردار بنادیا تھا یہود کیلئے فیصلہ کرتے تھے۔

ثابت ہوا کہ ہر نبی کیلئے صاحب شریعت و صاحب کتاب ہونا لازمی امر نہیں۔ لہذا جہاں تک دین مکمل ہونے کا تعلق ہے تو یہ غیر تشریعی نبوت ملنے میں کوئی روک نہیں۔ اسی غیر تشریعی نبوّت کا دعویٰ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا۔

آب آب کر مویوں پُترا

جب غیر احمدیوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی تبلیغ کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس قرآن مجید کی شکل میں اکمل کتاب و شریعت موجود ہے۔ اس کی موجودگی میں ہمیں کسی رسول کی ضرورت نہیں۔ خرابی بس یہی ہے کہ ہم اس کی طرف توجہ نہیں کر رہے، اس پر عمل نہیں کر رہے۔ گویا خرابی ہم میں ہے دین میں نہیں۔ اس طرح انہوں نے رسول اور نبی کا کردار بس اس حد تک محدود کر دیا کہ وہ صرف شریعت ہی لاتے ہیں، اس کے علاوہ ان کا اور کوئی کام نہیں ہوتا۔ غیر احمدیوں کے اس عذر کی مثال اس طرح سے ہے کہ ایک لڑکا ایران سے ہو کر پنجاب واپس آیا تو اسے ہر وقت فارسی بولنے کا بہت شوق تھا۔ ایک دن وہ سخت بیمار ہو گیا اور شدید بخار کی حالت میں اپنی ان پڑھ ماں سے آب آب کہتا رہا یعنی مجھے پانی دو۔ بیچاری ان پڑھ ماں کو آب کا مطلب پتہ نہیں تھا اور وہ پریشان تھی کہ بیٹا پتہ نہیں کیا کہہ رہا ہے۔ اسی حالت میں وہ مر گیا۔ بعد میں لوگوں نے اسے بتایا کہ وہ پانی مانگ رہا تھا جو کہ سرہانے دھرا

تھا۔ اس پر وہ ماں بولی، ''آپ آپ کر موئیوں پُتر افارسیاں گھر گالے''، یعنی اے بیٹا تو آپ آپ کرتا مر گیا۔ فارسی نے میرا گھر تباہ کر دیا۔ یہی حال غیر احمدیوں کا ہے۔ اکمل شریعت سرہانے دھری ہے لیکن وہ اس سے بے خبر روز بروز مرتے جا رہے ہیں۔ ان کے اپنے اعترافات کے مطابق، جو آگے چل کر بیان کئے جائیں گے، یہ قرآن کو مکمل طور پر ترک کر چکے ہیں اور ان پر یہ آیت پوری طرح صادق آچکی ہے

﴿25:31﴾ وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا

اور رسول کہے گا اے میرے ربّ! یقیناً میری قوم نے اس قرآن کو متروک کر چھوڑا ہے۔

پھر ترکِ قرآن کے نتیجے میں ایسا ہوتا ہے کہ یہ تارکِ قرآن لوگ اللہ کی کتاب کے خلاف گناہ و جرائم کرتے ہوئے وقت کے نبی کے دشمن بن جاتے ہیں۔

﴿25:32﴾ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ ۭ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا

اور اسی طرح ہم ہر نبی کے لئے مجرموں میں سے دشمن بنا دیتے ہیں۔ اور بہت کافی ہے تیرا ربّ بطور ہادی اور بطور مددگار۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ابتداء ہی میں سورۃ البقرۃ کے اندر یہود کی بداعمالیوں کا تفصیلاً ذکر کر کے مسلمانوں کو تنبیہ کر دی کہ تم سے پہلے یہ قوم تھی جسے اللہ نے تمام جہانوں پر فضیلت دی، انہیں کتاب دی، ان میں پے در پے رسول بھیجے لیکن پھر ان کی بداعمالیوں، اللہ کی نافرمانیوں، کتاب کو پس پشت پھینک دینے اور رسولوں کے انکار کے باعث انہیں اللہ کے غضب اور ذلت کا مورد بنایا۔

اکمل کتاب لیکن ابتر حالت

اکمل اور محفوظ شریعت و کتاب پاس ہونے کے باوجود مسلمان انفرادی اور اجتماعی طور پر مندرجہ ذیل گناہوں بلکہ جرائم کی ابتر حالت میں ملوّث ہیں:

- فرقہ واریت کا شکار ہیں جسے اللہ نے قرآن میں شرک اور عذاب قرار دیا ہے،
- کتاب و سنّت کو چھوڑ کر اپنے اپنے فرقے کے علماء کی اندھی پیروی کرتے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے ﴿9:31﴾ میں انہیں اللہ کے علاوہ رب بنانے سے تعبیر کیا ہے۔
- دین میں اختلافات کا شکار ہو کر آپس میں بغاوت کرتے ہوئے کسی کی بات نہیں مانتے،
- اللہ کے احکامات سے سرکشی کرتے ہیں جس کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے سورہ طٰہٰ میں عذاب اور ہلاکت قرار دیا ہے (20:82)

- اسلامی تعلیم کے مطابق ہر مسلمان کی جان مال اور آبرو دوسرے مسلمان کے لئے حرام ہے لیکن مسلمان بیدھڑک ایک دوسرے کو قتل کرتے اور مال و آبرو بیدردی سے لوٹتے ہیں،
- علماء عمومی طور پر گمراہ اور بداعمال ہیں،
- مدارس میں قاری بچوں سے زیادتیاں کرتے اور انہیں قتل کرتے ہیں،
- قبر پرستی کرتے، غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارتے ہیں،
- مساجد فتنوں کا گڑھ بن چکی ہیں،
- صحابہ کرامؓ پر لعن طعن کرتے اور خلفائے ثلاثہ کو مرتد و منافق قرار دیتے ہیں،
- ایک گروہ احادیث کو یکسر مسترد کرتا ہے تو دوسرا گروہ انہیں قرآن پر قاضی قرار دیتا ہے؛
- سیاسی معاشی اخلاقی روحانی علمی دینی زوال کا ایک لمبے عرصے سے مسلسل شکار ہوتے چلے جا رہے ہیں وغیرہ وغیرہ
- مسلمانوں کی اکثریت اعتقاداً نہیں عملاً منافق ہے

عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال " آية المنافق ثلاث إذا حدث كذب ، وإذا وعد أخلف ، وإذا اؤتمن خان (بخاری کتاب الایمان باب علامۃ المنافق)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، منافق کی علامتیں تین ہیں۔ جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے اور جب اس کو امین بنایا جائے تو خیانت کرے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍ رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيهِ خَلَّةٌ مِنْ نِفَاقٍ حَتَّى يَدَعَهَا إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَإِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ وَإِذَا خَاصَمَ فَجَرَ (صحیح مسلم کتاب الایمان باب خصالۃ المنافق)

عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ چاروں خصلتیں جمع ہو جائیں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک خصلت پائی جائے تو سمجھ لو کہ اس میں منافق کی ایک خصلت پیدا ہو گئی جب تک کہ اس کو چھوڑ نہ دے جب بات کرے تو جھوٹ بولے جب عہد کرے تو توڑ ڈالے جب وعدہ کرے تو وعدے کی خلاف ورزی کرے اور جب جھگڑا

کرے تو آپے سے باہر ہو جائے سفیان کی حدیث میں یوں ہے کہ جس شخص میں ان میں سے کوئی ایک خصلت ہو گی اس میں نفاق کی علامت ہو گی۔

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الشِّرْكِ وَالْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاةِ(مسلم کتاب الایمان باب نماز چھوڑنے پر کفر کے اطلاق کا بیان)

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انسان اور اس کے کفر و شرک کے درمیان نظر آنے والا فرق نماز چھوڑنے کا فرق ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کو ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم قرار دیا ہے اور اُن لوگوں کو بڑے مجرم قرار دیا ہے جو ایمان رکھنے، کتاب پاس ہونے اور اسے پڑھتے رہنے کے باوجود اس پر عمل نہیں کرتے۔

﴿2:45﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے آپ کو بھول جاتے ہو جب کہ تم کتاب بھی پڑھتے ہو۔ آخر تم عقل کیوں نہیں کرتے ؟

﴿2:114﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ وَّهُمْ يَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ كَذٰلِكَ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللّٰهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ

اور یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ (کی بنا) کسی چیز پر نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود (کی بنا) کسی چیز پر نہیں حالانکہ وہ کتاب پڑھتے ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی جو کچھ علم نہیں رکھتے ان کے قول کے مشابہ بات کی۔ پس اللہ قیامت کے روز اُن کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو اس بناء پر ان کے اہل میں شامل نہیں کیا کیونکہ اس کا عمل غیر صالح تھا:

﴿11:47﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ * فَلَا تَسْــَٔلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنِّيْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ

اس نے کہا اے نوح! یقیناً وہ تیرے اہل میں سے نہیں۔ بلاشبہ وہ تو سراپا ایک ناپاک عمل تھا۔ پس مجھ سے وہ نہ مانگ جس کا تجھے کچھ علم نہیں۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں مبادا تُو جاہلوں میں سے ہو جائے۔

حضرت امام بخاریؒ کے زمانہ میں مرجئہ فرقہ کا فتنہ پھیل رہا تھا جو محض ایمان کو نجات کا باعث سمجھتے تھے اور عمل کو ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ان کی تردید میں حضرت امام بخاریؒ نے بخاری کتاب الایمان میں ایک باب باندھ کر اُس کا نام "من قال إن الایمان هو العمل" رکھا ہے یعنی ایمان اصل میں عمل ہی ہے اور اس کی بنیاد قرآن مجید کی چند آیات پر رکھی ہے جن میں اعمال صالحہ کرنے والوں کو جنت کی بشارت اور نہ کرنے والوں کو جہنم کی وعید سنائی گئی ہے۔

صحیح مسلم کتاب الایمان باب الْمُبَادَرَةُ بِالاعمالِ قَبلَ تَظَاهُرُ الفتن اور سنن الترمذی ابواب الفتن باب سَتَكُونُ فِتَنٌ كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِم ِ اور مسند احمد مسند ابو هریرةؓ میں درج ایک حدیث کے مطابق نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دور فتن میں آدمی صبح کو مومن ہو گا تو شام کو کافر یا پھر شام کو مؤمن ہو گا تو صبح کو کافر اور وہ اپنے دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالے گا

پھر اسی کتاب میں باب اِفشاء السلام من الِاسلام میں حدیث درج کی ہے جس میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ سب سے بہترین اسلام یہ ہے کہ تم کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کرو چاہے تم اسے جانتے ہو یا نہیں جانتے۔ یہاں بھی نبی اکرم ﷺ نے عمل کو اسلام بلکہ بہترین اسلام قرار دیا ہے۔

پھر یہ کہ پچھلے زمانوں کے وہ لوگ جو بے عملی کی حالت میں مرگئے اور اب بھی مرتے جارہے ہیں ان کی نجات کیسے ہو گی؟ وہ اللہ کو کیا جواب دیں گے کہ اکمل کتاب وشریعت کے ہوتے ہوئے بھی انہوں نے اس پر کیوں عمل نہیں کیا؟ اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے حبل اللہ کو اکٹھا ہو کر مضبوطی سے پکڑنے، صادقین کے ساتھ ہونے اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنے کے ساتھ ساتھ امام اور جماعت کو مضبوطی سے پکڑنے کا جو حکم دیا تھا اس پر کیوں عمل نہیں کیا؟

بے شک دین اسلام حقوق اللہ یعنی عبادات کے بارے میں جبر واکراہ سے نہیں بلکہ وعظ ونصیحت سے کام لیتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کرتا ہے لیکن حقوق العباد یعنی معاملات کے نفاذ اور ان سے روگردانی کرنے والوں کی سزا کے بارے میں ایک نظام ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ان دونوں حقوق کی پاسداری سے ہی ایک اسلامی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ دنیا میں جب بھی کوئی ریاست اور ادارہ قوانین بناتا ہے تو اس کے نفاذ اور عمل کو یقینی بنانے کے لئے ایک نظام وضع کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو ملک میں ہر طرف بدامنی لاقانونیت اور انتشار پھیل جائے۔ حیرت ہے کہ سیاسی سماجی اور معاشرتی اور معاشی طور پر تو قوانین بنانے کے ساتھ ساتھ اُن کے نفاذ کو بھی یقینی بنایا جائے اور حکومت وریاست کے ایسے نمائندگان اور اہلکاران مقرر کئے جائیں جو ان قوانین کے نفاذ وعمل کو یقینی بنائیں اور ان کی خلاف ورزی پر سزائیں دیں لیکن احکم الحاکمین خدا کی طرف سے نازل کئے گئے دین میں ایسا کوئی نظام موجود نہ ہو، امّت میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کرنے والا کوئی گروہ موجود نہ ہو اور جب علماء، جن کا یہ کام ہے وہ اسے ترک کر کے سیاست واقتدار کی جنگ میں کود جائیں پھر بھی اللہ کی طرف سے انہیں نصیحت کرنے والا، بشارت وانذار کرنے والا، ظلمات سے نور کی طرف لانے والا کوئی نہ آئے! مسلمانوں کے موجودہ حالات خود ان کے ہر طبقے کے اعترافات کے مطابق الٰہی قوانین کی خلاف ورزی کی سزا ہیں۔

قرآنِ کریم کی رُو سے رسل اور انبیاء علیہم السلام مندرجہ ذیل کاموں کے لئے آتے ہیں:

بطور حکم اختلافات کا فیصلہ کرنے کے لئے

﴿2:214﴾ كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ؕ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ ؕ وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

تمام انسان ایک ہی امت تھے۔ پس اللہ نے نبی مبعوث کئے اس حال میں کہ وہ بشارت دینے والے تھے اور انذار کرنے والے تھے۔ اور ان کے ساتھ حق پر مبنی کتاب بھی نازل کی تاکہ وہ لوگوں کے درمیان ان امور میں فیصلہ کرے جن میں انہوں نے اختلاف کیا۔ اور اس (کتاب) میں اختلاف نہیں کیا مگر باہم بغاوت کی بنا پر انہی لوگوں نے، جنہیں وہ دی گئی تھی، بعد اس کے کہ کھلی کھلی نشانیاں اُن کے پاس آچکی تھیں۔ پس اللہ نے ان لوگوں کو اپنے اِذن سے ہدایت دیدی جو ایمان لائے تھے بسبب اس کے کہ انہوں نے اس میں حق کے باعث اختلاف کیا تھا اور اللہ جسے چاہے صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

اظہارِ دین یعنی غلبہ ٔ دین کرنے

﴿9:33﴾ هُوَ الَّذِىْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اسے سب دینوں پر غالب کردے خواہ مشرک کیسا ہی ناپسند کریں۔

﴿48:29﴾ هُوَ الَّذِىْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کردے۔ اور گواہ کے طور پر اللہ بہت کافی ہے۔

﴿61:10﴾ هُوَ الَّذِىْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اُسے دین (کے ہر شعبہ) پر کلیۃً غالب کردے خواہ مشرک برا منائیں۔

توحید کے قیام، عبادت الٰہی کی تلقین اور کفر و شرک سے روکنے

سورۃ آل عمران ﴿3:80﴾ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ لٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿3:81﴾ وَ لَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَ النَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ

کسی بشر کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ اُسے کتاب اور حکمت اور نبوت دے پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ کے علاوہ میری عبادت کرنے والے بن جاؤ۔ بلکہ (وہ تو یہی کہتا ہے کہ) ربّانی ہو جاؤ، بوجہ اس کے کہ تم کتاب پڑھاتے ہو اور بوجہ اس کے کہ تم (اُسے) پڑھتے ہو۔ اور نہ وہ تمہیں یہ حکم دے سکتا ہے کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو ہی ربّ بنا بیٹھو۔ کیا وہ تمہیں کفر کی تعلیم دے گا بعد اس کے کہ تم فرمانبردار ہو چکے ہو۔

تلاوت آیات تعلیم کتاب و حکمت اور تزکیہ نفس کرنے کے لئے

﴿2:130﴾ رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اور اے ہمارے ربّ! تو ان میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب کی تعلیم دے اور (اس کی) حکمت بھی سکھائے اور اُن کا تزکیہ کر دے۔ یقیناً تُو ہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔

﴿2:152﴾ كَمَآ اَرْسَلْنَا فِيْكُمْ رَسُوْلًا مِّنْكُمْ يَتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِنَا وَ يُزَكِّيْكُمْ وَ يُعَلِّمُكُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ؕ

جیسا کہ ہم نے تمہارے اندر تم ہی میں سے رسول بھیجا ہے جو تم پر ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور (اس کی) حکمت سکھاتا ہے اور تمہیں ان باتوں کی تعلیم دیتا ہے جن کا تمہیں پہلے کچھ علم نہ تھا۔

بشارت دینے اور انذار کرنے کے لئے

﴿6:49﴾ وَ مَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

اور ہم پیغمبر نہیں بھیجتے مگر اس حیثیت میں کہ وہ بشارت دینے والے اور انذار کرنے والے ہوتے ہیں۔ پس جو ایمان لے آئے اور اصلاح کرے تو ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ کوئی غم کریں گے۔

لوگوں کی سرکشی دور کرنے

﴿79:18﴾ اِذۡهَبۡ اِلٰی فِرۡعَوۡنَ اِنَّهٗ طَغٰی ﴿79:19﴾ فَقُلۡ هَلۡ لَّكَ اِلٰۤی اَنۡ تَزَكّٰی ﴿79:20﴾ وَ اَهۡدِيَكَ اِلٰی رَبِّكَ فَتَخۡشٰی

(کہ) فرعون کی طرف جا۔ یقیناً اس نے سرکشی کی ہے۔ پس پُوچھ کیا تیرے لئے ممکن ہے کہ تُو پاکیزگی اختیار کرے؟ اور میں تجھے تیرے ربّ کی طرف ہدایت دوں تاکہ تُو ڈرے؟

ظلمات سے نکال کر نور میں لانے کے لئے

﴿14:2﴾ الٓرٰ ۟ كِتٰبٌ اَنۡزَلۡنٰهُ اِلَيۡكَ لِتُخۡرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ۙ بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَمِيۡدِ ۙ

اَنَا اللّٰہُ اَرٰی: میں اللہ ہوں۔ میں دیکھتا ہوں۔ یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری ہے تاکہ تُو لوگوں کو ان کے ربّ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالتے ہوئے اس راستہ پر ڈال دے جو کامل غلبہ والے (اور) صاحبِ حمد کا راستہ ہے۔

﴿14:6﴾ وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰی بِاٰيٰتِنَاۤ اَنۡ اَخۡرِجۡ قَوۡمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ۬ۙ وَ ذَكِّرۡهُمۡ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ فِيۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوۡرٍ

اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو اپنے نشانات کے ساتھ (یہ اذن دے کر) بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لا اور انہیں اللہ کے دن یاد کرا۔ یقیناً اس میں ہر بہت صبر کرنے والے (اور) بہت شکر کرنے والے کے لئے بہت سے نشانات ہیں۔

﴿57:10﴾ هُوَ الَّذِيۡ يُنَزِّلُ عَلٰی عَبۡدِهٖۤ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لِّيُخۡرِجَكُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ بِكُمۡ لَرَءُوۡفٌ رَّحِيۡمٌ

وہی ہے جو اپنے بندے پر روشن آیات اُتارتا ہے تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لے جائے اور یقیناً اللہ تم پر بہت مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے

جب لوگ ضلالِ مبین کا شکار ہو جائیں

﴿62:3﴾ هُوَ الَّذِيۡ بَعَثَ فِي الۡاُمِّيّٖنَ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيۡهِمۡ وَ يُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَ الۡحِكۡمَةَ ٭ وَ اِنۡ كَانُوۡا مِنۡ قَبۡلُ لَفِيۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۙ

وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا۔ وہ اُن پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔

﴿6:75﴾ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً اِنِّيْٓ اَرٰىكَ وَقَوْمَكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

اور (یاد کر) جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا کیا تو بتوں کو بطور معبود پکڑ بیٹھا ہے؟ یقیناً میں تجھے اور تیری قوم کو کھلی کھلی گمراہی میں پاتا ہوں۔

جب مؤمنین بھی ضلالِ مبین کا شکار ہو جائیں

﴿3:165﴾ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

یقیناً اللہ نے مومنوں پر احسان کیا جب اس نے ان کے اندر انہی میں سے ایک رسول مبعوث کیا۔ وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے۔ جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔

جب نزولِ کتاب پر طویل مدت کے بعد لوگوں کے دل سخت ہو جائیں

﴿57:17﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿57:18﴾ اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ

کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر اور اُس حق (کے رعب) سے جو اُترا ہے ان کے دل پھٹ کر گر جائیں اور وہ ان لوگوں کی طرح نہ بنیں جو پہلے کتاب دیئے گئے تھے؟ پس ان پر زمانہ طول پکڑ گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور بہت سے ان میں سے بدعہد تھے۔ جان لو کہ اللہ زمین کو اس کی موت کے بعد ضرور زندہ کرتا ہے۔ ہم آیات کو تمہارے لئے کھول کھول کر بیان کر چکے ہیں تاکہ تم عقل سے کام لو۔

مردہ قوم کو زندہ کرنے کے لئے

﴿8:25﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہا کرو جب وہ تمہیں بلائے تاکہ وہ تمہیں زندہ کرے اور جان لو کہ اللہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے اور یہ بھی (جان لو) کہ تم اسی کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے۔

مؤمنین کے درمیان خبیث اور طیّب میں تمیز کے لئے

سورۃ آل عمران ﴿3:180﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۭ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ

اللہ ایسا نہیں کہ وہ مومنوں کو اس حال پر چھوڑ دے جس پر تم ہو یہاں تک کہ خبیث کو طیّب سے نتھار کر الگ کر دے۔ اور اللہ کی یہ سنّت نہیں کہ تم (سب) کو غیب پر مطلع کرے۔ بلکہ اللہ اپنے پیغمبروں میں سے جس کو چاہتا ہے چُن لیتا ہے۔ پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر۔ اور اگر تم ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

اس آیت کریمہ میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ ایک تو اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ مومن بھی بگڑ سکتے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان میں بھی ایسے لوگ پیدا ہو سکتے ہیں جو کہلاتے تو مومن ہیں لیکن ان کے عقائد و اعمال میں بُعد المشرقین ہوتا ہے۔ جیسے اس وقت مسلمانوں میں صحابہؓ پر تبرّا کرنے والے شیعہ، صحابہؓ کی محبت کے دعویدار دیوبندی، قبر پرستی اور غیر اللہ کو پکارنے والے بریلوی، خالص توحید کے علمبر دار اہلحدیث، حدیث کو قرآن پر فوقیت دینے والے اور حدیث کا انکار کرنے والے موجود ہیں۔ یہ سب متضاد عقائد و اعمال والے فرقے خود کو مؤمن کہتے ہیں۔

دوسری بات اس آیت کریمہ میں یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں میں خبیثوں کے ظاہر ہونے کے وقت ان کی اس حالت سے لا تعلق نہیں رہتا بلکہ اپنی سنّت کے مطابق ایسے ماموروں کو مبعوث کرتا ہے جنہیں اللہ تعالیٰ علم غیب کے ذریعے مومنوں اور خبیثوں میں فرق بتا دیتا ہے۔ بعض لوگ کسی ایک عقیدہ کے حامل افراد کی کثرت سے مرعوب ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اتنی بڑی تعداد میں لوگ گمراہ نہیں ہو سکتے۔ خبیث اور طیّب کے ذکر والی مندرجہ بالا آیات کے ضمن میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس جگہ اس آیت کو بھی درج کر دیا جائے جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ خبیث کی کثرت سے مرعوب مت ہو۔

سورۃ المائدۃ ﴿5:101﴾ قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰٓاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

تُو کہہ دے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں ہو سکتے خواہ تجھے ناپاک کی کثرت کیسی ہی پسند آئے۔ پس اے عقل والو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا، يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ۔ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا۔ قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔(صحیح البخاری۔ کتاب احادیث الانبیاء۔ باب قول اللّٰہ تعالیٰ و یسألونک عن ذی القرنین)

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لائے آپ کچھ گھبرائے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں، ملک عرب میں اس برائی کی وجہ سے بربادی آجائے گی جس کے دن قریب آنے کو ہیں، آج یاجوج ماجوج نے دیوار میں اتنا سوراخ کر دیا ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھے اور اس کے قریب کی انگلی سے حلقہ بنا کر بتلایا۔ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا ہم اس کے باوجود ہلاک کر دیئے جائیں گے کہ ہم میں نیک لوگ بھی موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں! جب خباثت کی کثرت ہو گی۔

<u>لوگوں سے دشمنی دور کرنے، ان میں الفت قائم کرنے اور آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچانے کے لئے</u>

سورۃ آل عمران ﴿3:104﴾ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَىٰ شَفَا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ

اور اللہ کی رسّی کو سب کے سب مضبوطی سے پکڑ لو اور تفرقہ نہ کرو اور اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا اور پھر اس کی نعمت سے تم بھائی بھائی ہو گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر (کھڑے) تھے تو اس نے تمہیں اس سے بچا لیا۔ اسی طرح اللہ تمہارے لئے اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ شاید تم ہدایت پا جاؤ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا کہ جب بھی لوگوں میں ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں تو ان کی اصلاح ایک رسول کے ذریعے ہوتی ہے۔ اور آخر میں فرمایا کہ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنی آیات کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ لوگ ہدایت پا جائیں۔ لیکن افسوس کہ آج کے زمانہ کے مسلمان ان تمام حالات کا شکار ہونے کے باوجود رسول کی بعثت اور اس کے ذریعہ اپنی اصلاح کا انکار کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے انصار سے خطاب فرماتے ہوئے اسی آیت کے مطابق بتایا کہ اللہ تعالیٰ رسول کے ذریعہ گمراہی دشمنی اور تفرقہ دور کر کے لوگوں کے دلوں میں الفت اور اتحاد پیدا کرتا ہے۔

يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللَّهُ بِي؟ وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ فَأَلَّفَكُمُ اللَّهُ بِي؟ وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللَّهُ بِي؟ " (بخاری کتاب المغازی۔ باب 56 غزوۃ الطائف حدیث 4330)

اے انصاریو! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا پھر تم کو میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہدایت نصیب کی اور تم میں آپس میں دشمنی اور نااتفاقی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ تم میں باہم الفت پیدا کی اور تم محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ غنی کیا۔

حضرت جعفرؓ ابن ابی طالب نے نجاشی کے دربار میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ اُن کی قوم شرک، فواحش، کمزوروں پر ظُلم، رشتہ داروں اور ہمسایوں کے حقوق کی پامالی وغیرہ میں ملوث تھی جن سے اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے ذریعہ انہیں نجات دی۔

أيها الملک، کنّا قومًا أهل الجاهلية، نعبد الاصنام، و نأکل الميتة، و ناتي الفواحش، و نقطع الارحام، و نُسيء الجوار و ياکل القويّ منّا الضعيف، فکنّا علیٰ ذٰلک حتّٰی بعث اللّٰه الينا رسولًا منّا، نعرف نسبه و صِدقه و امانته و عفافه، فدعانا الی اللّٰه لنوحّده و نعبده و نخلع ما کنّا نعبد نحن و آباؤنا من الحجارة و الاوثان، و امرنا بالصدق الحديث، و اداء الامانة و صلة الرحِم و حسن الجوار والکفّ عن المحارم والدماء و نهانا عن الفواحش و قول الزور و اکل مال اليتيم و قذف المحصنات و امرنا ان نعبد اللّٰه وحده لا نشرک به شيئًا و امرنا بالصلاة و الزکاة۔۔۔فصدقناه و آمنّا به و اتّبعناه علی ما جاء به من اللّٰه فعبدنا اللّٰه وحده فلم نشرک به شيًا و حرّمنا ما حرّم علينا و احللنا ما احلّ علينا، فعدا علينا قومنا، فعذّبونا و فتنونا عن ديننا ليردّونا الی عبادة الاوثان من عبادة اللّٰه تعالیٰ و ان نستحلّ من الخبائث فلما قهرونا و ظلمونا و ضيّقوا علينا و حالوا بيننا و بين ديننا، خرجنا الی بلادک و اخترناک علی من سواک و رغبنا في جوارک و رجونا ان لا نُظلم عندک ايها الملک۔'' (السيرة النبويّة لابن هشام۔ الجزء الاول۔ صفحه 362)

اے بادشاہ۔ ہم جاہل قوم تھے، بتوں کی عبادت کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، فواحش کے مرتکب ہوتے تھے، رشتوں کو قطع کرتے تھے، پڑوسیوں کا خیال نہیں کرتے تھے، ہم میں سے طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا۔ ہم اسی حال میں تھے یہاں تک کہ اللہ نے ہم میں ہم میں سے ہی ایک رسول مبعوث کیا جس کے نسب، صدق و امانت اور پاکیزگی کو ہم جانتے تھے۔ اس رسول نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اسے ایک جانیں اور اس کی عبادت کریں اور جن پتھروں اور خداؤں کی ہم اور ہمارے آباء عبادت کرتے تھے انہیں ترک کر دیں۔ اور اس نے ہمیں سچائی، صلہ رحمی، اور پڑوسی سے حسن سلوک کرنے، محرمات اور خون بہانے سے رکنے کا حکم دیا اور ہمیں فواحش، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور نیک عورتوں پر جھوٹے الزام لگانے سے منع کیا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم اللہ واحد ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ کریں اور ہم کو نماز اور زکاۃ کا حکم دیا۔۔۔ پس ہم نے ان کی تصدیق کی اور ان پر ایمان لے آئے اور وہ اللہ کی طرف سے جو بھی لائے تھے اس کی اتباع کی، صرف اللہ واحد کی عبادت کرنے لگے اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کیا اور جسے انہوں نے حرام کیا اسے حرام سمجھا اور جسے حلال کہا اسے حلال سمجھا۔ اس پر ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی، ہمیں بہت تکلیفیں پہنچائیں اور ہمیں ہمارے دین کے متعلق بڑے فتنوں میں ڈالا تا کہ وہ ہمیں اللہ کی عبادت سے بتوں کی عبادت کی طرف لوٹا دیں اور یہ کہ ہم خبائث کو حلال کر لیں۔ پس جب انہوں

نے ہم پر ظلم وزیادتی کی اور ہمیں تنگی میں ڈال دیا اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہوگئے تو پھر ہم آپ کے ملک کی طرف نکل آئے اور آپ کو اختیار کرلیا اور آپ کے ہمراہ رہنا پسند کیا اور اے بادشاہ ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی طرف سے ہم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

عذاب سے پہلے اتمام حجّت کرنے کے لئے

رسول کی بعثت کا ایک زمانہ وہ ہوتا ہے جب ایک قوم اپنے اجتماعی گناہوں اور جرائم کے باعث اللہ تعالیٰ کے عذاب کی مستحق ہو جاتی ہے۔

سورۃ الانعام ﴿6:7﴾ اَلَمْ یَرَوْا کَمْ اَھْلَکْنَا مِنْ قَبْلِھِمْ مِّنْ قَرْنٍ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ مَا لَمْ نُمَکِّنْ لَّکُمْ وَ اَرْسَلْنَا السَّمَآءَ عَلَیْھِمْ مِّدْرَارًا وَّ جَعَلْنَا الْاَنْھٰرَ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھِمْ فَاَھْلَکْنٰھُمْ بِذُنُوْبِھِمْ وَ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِھِمْ قَرْنًا اٰخَرِیْنَ

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے ہم نے کتنی ہی قومیں ہلاک کر دیں جن کو ہم نے زمین میں ایسی تمکنت بخشی تھی جو تمکنت تمہیں نہیں بخشی اور ہم نے ان پر موسلا دھار بارش برساتے ہوئے بادل بھیجے اور ہم نے ایسے دریا بنائے جو ان کے زیر تصرف بہتے تھے۔ پھر ہم نے ان کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا اور ان کے بعد ہم نے دوسری قوموں کو پروان چڑھایا۔

کوئی قوم بھی اللہ تعالیٰ کی اس سنّت سے مستثنٰی نہیں ہے چاہے وہ اللہ تعالیٰ کی کتنی ہی محبوب قوم کیوں نہ رہ چکی ہو

سورۃ المائدۃ ﴿5:19﴾ وَ قَالَتِ الْیَھُوْدُ وَ النَّصٰرٰی نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰہِ وَ اَحِبَّآؤُہٗ قُلْ فَلِمَ یُعَذِّبُکُمْ بِذُنُوْبِکُمْ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ یَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ وَ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَھُمَا وَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ

اور یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ کی اولاد ہیں اور اس کے محبوب ہیں۔ تو کہہ دے پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کی وجہ سے عذاب کیوں دیتا ہے؟ نہیں، بلکہ تم ان میں سے جن کو اُس نے پیدا کیا محض بشر ہو۔ وہ جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے اور اس کی بھی جو اُن دونوں کے درمیان ہے اور آخر اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول مبعوث کرنے سے پہلے عذاب نہیں بھیجتا

سورۃ بنی اسرائیل ﴿17:16﴾...وَ مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا

اور ہم ہرگز عذاب نہیں دیتے یہاں تک کہ کوئی رسول بھیج دیں (اور حجت تمام کر دیں)۔

سورۃ طٰہٰ ﴿26:209﴾ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ

اور ہم نے کوئی بستی ہلاک نہیں کی مگر اس کے لئے ڈرانے والے (بھیجے جا چکے) تھے۔

سورۃ القصص ﴿28:60﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا ۚ وَمَا كُنَّا مُهْلِكِى الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ

اور تیرا ربّ بستیوں کو ہلاک نہیں کرتا یہاں تک کہ ان (بستیوں) کی ماں میں رسول مبعوث کر چکا ہوتا ہے جو اُن پر ہماری آیات پڑھتا ہے۔ اور ہم اس کے سوا بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے کہ ان کے بسنے والے ظالم ہو چکے ہوں۔

عذاب سے پہلے رسول کی بعثت اس قوم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور اتمام حجّت ہوتی ہے تاکہ وہ یہ نہ کہیں کہ اگر ان کی طرف رسول مبعوث کیا جاتا تو ہو سکتا ہے کہ وہ ایمان لے آتے اور عذاب سے بچ جاتے۔

سورۃ طٰہٰ ﴿20:135﴾ وَلَوْ اَنَّآ اَهْلَكْنٰهُمْ بِعَذَابٍ مِّنْ قَبْلِهٖ لَقَالُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّذِلَّ وَنَخْزٰى۔

اور اگر ہم انہیں اس سے پہلے کسی عذاب سے ہلاک کر دیتے تو وہ ضرور کہتے اے ہمارے ربّ! کیوں نہ تُو نے ہماری طرف رسول بھیجا کہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے پیشتر اس کے کہ ہم ذلیل اور رُسوا ہو جاتے۔

سورۃ القصص ﴿28:48﴾ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِيْبَهُمْ مُّصِيْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَيَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

اور مبادا انہیں کوئی مصیبت پہنچے بسبب اس کے جو اُن کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو وہ کہیں کہ اے ہمارے ربّ! کیوں نہ تو نے ہماری طرف کوئی رسول بھیجا تاکہ ہم تیری آیات کی پیروی کرتے اور مومنوں میں سے ہو جاتے۔

اسی سُنّتُ اللہ کے ماتحت اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مبعوث فرمایا جنہوں نے انذار و تبشیر کے ذریعہ قوم کو دعوت حق دی لیکن قوم نے اس کا انکار کیا اور پھر زلازل، طاعون اور دیگر زمینی و آسمانی آفات کی شکل میں پے در پے عذاب کی مورد بنتی رہی۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو! ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

عذاب کی حالت میں ہونے کے اعترافات

قوم پر یکے بعد دیگرے عذاب وارد ہونے کا یہ محض الزام نہیں ہے بلکہ علماء اعتراف کرتے ہیں کہ وہ اس وقت حالتِ عذاب میں ہیں۔

''کسی انسانی گروہ کو اس کی شامت اعمال کی بناء پر اللہ عزّوجلّ گونا گوں طریقوں سے عذاب میں مبتلا کرتا ہے۔ عذاب کی بدترین شکل کی طرف اشارہ سورہ انعام کی آیت نمبر ۶۵ کے ایک حصہ میں یوں کیا گیا ہے۔ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّيُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ۔ ترجمہ یا تمہیں فرقہ فرقہ کردے اور ایک کو دوسرے (سے لڑا کر آپس کی) لڑائی کا مزہ چکھادے۔ اس فرمان الٰہی کی تفسیر میں علامہ پیر محمد کرم شاہ الازھری تحریر فرماتے ہیں۔ ''اس کے علاوہ سخت تر عذاب یہ ہے کہ آپس میں انتشار اور بے اتفاقی کی وباء پھوٹ پڑتی ہے۔ ایک قوم کے فرزند، ایک ملت کے افراد مختلف ٹولیوں اور فرقوں میں بٹ جاتے ہیں۔ کہیں مذہب وجۂ فساد بن جاتا ہے اور کہیں سیاست باعث انتشار۔ اپنوں کی عزّت اپنے ہاتھوں خاک میں ملا دینا بڑا کارنامہ تصوّر کیا جاتا ہے۔ اوروں کو رہنے دیجئے اپنے گھر کا حال دیکھئے۔ جب سے ہم نے صراط مستقیم سے انحراف کیا ہے ہم کن پستیوں میں دھکیل دیئے گئے ہیں۔ ایک خُدا، ایک رسول، ایک کتاب اور ایک کعبہ پر ایمان رکھنے والے کس نفاق اور انتشار کا شکار ہیں۔'' (تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل صفحہ 566)۔۔۔ بدقسمتی سے پاکستان میں عذاب کی یہ گھڑی آچکی ہے۔ جن کو اللہ تعالٰی نے چشم بینا دی ہے وہ اس لمحہ بہ لمحہ شدید تر ہوتے ہوئے عذاب کی ہولناکیوں کو دیکھ رہے ہیں اور اس کے جہنّمی شعلوں کی تپش کو اپنے دل دردمند میں محسوس کر رہے ہیں۔'' (وحدت امت۔ مولانا محمد اسحاق۔ دیباچہ صفحہ 5,6)

''حضرت ہزاروی نے کراچی کے حالات کو اللہ کا عذاب قرار دیتے ہوئے ان حالات سے نجات کے لئے بڑے دل سوز انداز میں دعا کی۔''
(حامد میر۔ کالم قلم کمان۔ جنگ 14 جولائی 2011)

سنی اتحاد کونسل پاکستان کے چیئرمین اور قومی اسمبلی کے رکن صاحبزادہ حاجی فضل کریم نے کہا ہے کہ طوفانی بارشیں، سیلاب، ڈینگی وائرس جیسے مسائل اللہ کے عذاب کی مختلف شکلیں ہیں جو حکمرانوں کی بداعمالیوں اور ملک میں جاری ظلم کے نظام اور احکاماتِ الٰہی سے روگردانی کا نتیجہ ہیں۔'' (روزنامہ ایکسپریس۔ 15 ستمبر 2011)

''اللہ نے قرآن پاک میں اپنے غیض و غضب کی تین علامتیں بتائی ہیں۔ ان تینوں میں سے رسول اللہ ﷺ نے سب سے کم ترین یہ بتائی کہ تمہیں آپس میں لڑا کر ایک دوسرے کی گردنیں کٹوا کر عذاب کا مزہ چکھایا جائے۔ یہ عذاب ہم پر برسوں سے مسلط ہے۔'' (اوریا مقبول جان۔ کالم حرف راز۔ روزنامہ ایکسپریس۔ 14 جولائی 2012)

''حدیث میں آتا ہے کہ جب انسان میں امانت میں خیانت آجائے وہ لوگوں کے مال کھانا شروع کردے، رزیل لوگ حکمران بن جائیں اور عوام کے مال کی لوٹ مار شروع کردیں تو قوم پر تین عذاب مسلط ہوتے ہیں۔ ایک آسمانوں سے طوفان و بارش کے ذریعے ایک زلزلے کے ذریعے اور تیسرا آپس میں لڑائی کرا کے ان کو ختم کرتے ہیں۔'' (مفتی نعیم۔ جنگ۔ 17 اپریل 2013)

”شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری نے کہا ہے کہ جس معاشرے کی غالب اکثریت اللہ کی راہ چھوڑ دے اور وہ ندامت، شرمندگی اور توبہ کی طرف بھی نہ پلٹتے تو وہاں اللہ اپنا عذاب بھیجتا ہے۔ مہنگائی، غربت، لوڈشیڈنگ، دہشت گردی، قتل وغارت گری، خونی رشتوں کا عدم احترام، رزق میں تنگی، کرپٹ حکمرانوں کا وجود اور ظالم، استحصالی اور کرپٹ نظام کے خلاف بے شعوری اللہ کے عذاب کی مختلف شکلیں ہیں۔“ (جنگ۔07اگست 2013)

”جب پورے معاشرے میں ظلم وناانصافی پھیلی ہوئی ہو اور ایمان کے آخری درجے کے مطابق بھی دلوں میں سے گناہ کا احساس ختم ہو جائے تو قدرت کے عذاب سے کیونکر بچ سکتے ہیں۔“ (اُمّت۔08جون 2014)

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، قرآن کی رو سے کسی قوم پر عذاب کا وارد ہونا اور غیر احمدی علماء کا حالتِ عذاب میں ہونے کا اعتراف اس بات کا ثبوت ہے کہ اس قوم میں ایک رسول مبعوث ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر عذاب میں مبتلا قوم اپنے اندر مبعوث رسول پر ایمان لے آئے تو یہ عذاب اب بھی ٹل سکتا ہے۔

سورۃ یونس ﴿10:99﴾ فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ۔

پس کیوں یونس کی قوم کے سوا ایسی کوئی بستی والے نہیں ہوئے جو ایمان لائے ہوں اور جن کو اُن کے ایمان نے فائدہ پہنچایا ہو۔ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے ان سے اس دنیوی زندگی میں ذلّت کا عذاب دور کر دیا اور انہیں ایک مدت تک سامانِ معیشت عطا کئے۔

ڈاکٹر ختم مرض باقی

آج مسلمانوں میں وہی حالات یعنی دشمنی، قتل وغارت، عقیدہ کی گمراہی، تفرقہ اور ایک دوسرے کے حقوق کی پامالی وغیرہ خود ان کے اپنے اعترافات کے مطابق بدرجہ اتم موجود ہیں۔ تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرض تو باقی ہو اور ڈاکٹر کا آنا ختم مان لیا جائے۔

ان تمام مندرجہ بالا آیات، حدیث، حضرت جعفرؓ کی تقریر اور مفسرین کے اقوال کے مطابق انسانیت کی عموماً اور مسلمانوں کی خصوصاً تمام مشکلات کا حل ایک رسول کی بعثت کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب ماضی میں انہی خرابیوں کو دور کرنے کے لئے رسول مبعوث ہوتے تھے تو اس دور میں وہی خرابیاں بغیر رسول کے کیسے دور ہو سکتی ہیں؟ اور اگر دور ہو سکتی ہیں تو پھر یہ تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں کہ ماضی میں بھی ان کے تدارک کے لئے کبھی کوئی رسول مبعوث نہیں ہوا۔ غیر احمدی علماء سے سوال ہے کہ ضرورتِ نبوت کی قرآن و حدیث سے جتنی وجوہات اوپر بیان کی گئی ہیں ان میں سے ایک کے متعلق ہی بتا دیں کہ یہ وجہ اُن میں نہیں پائی جاتی جس کی بناء پر اب انہیں نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اب بھی قوم کو رشد و ہدایت عطا فرمائے، انہیں امام الزمان کی شناخت اور پیروی اور توبہ کی توفیق عطا فرمائے، اور جن عذابوں میں مبتلا ہیں ان سے نجات دے۔ آمین!